(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

Women's as a Holding Legacy: an Exploratory Review

خواتین بحیثیت ذوی الفروض کے احوال کا تحقیقی جائزہ

Amin Ullah
MS Islamic Studies Scholar HITEC University Taxila
Khail Taj Nisa
MS Islamic Studies Scholar HITEC University Taxila
Mufti Inayat Urehman
PhD Islamic Studies Scholar HITEC University Taxila

Abstract:
Islam's philosophy of human rights is different from other religions. Hazrat Muhammad (PBUH) has given such golden teachings regarding every aspect of human life which guarantees to create beauty and balance in life. The basis of human rights in Islam is based on monotheistic thought and thought. Islam considers human rights as a necessity for human dignity and respect, because according to the religious doctrine, man is the successor of Allah on earth and in this sense is worthy of respect. In Islamic society, every individual deserves respect and freedom regardless of religion and nationality. Hazrat Muhammad (PBUH) has given such golden teachings regarding every aspect of human life which guarantees to create beauty and balance in life. The basis of human rights in Islam is based on monotheistic thought and thought. Islam considers human rights a+s a necessity for human dignity and respect, because according to the religious doctrine, man is the successor of Allah on earth and in this sense is worthy of respect. In Islamic society, every individual deserves respect and freedom regardless of religion and nationality. The arrival of Islam was a message of freedom for women from the bonds of slavery, humiliation and oppression. Islam eradicated all the ugly customs that were against the human dignity of women and gave women the rights that made them deserve the honor and respect that men deserve in the society.

Keywords: Islam's Philosophy, Guarantees, Human Dignity, Regardless, Eradicated, Freedom, Women.

تعارف: اسلام انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں پر محیط ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اسی لئے قرآن اور سنت نے انسان کے حقوق اور واجبات کو صاف صاف واضح کیا ہے، اور بلاشک ان حقوق وواجبات کو جاننے والا ہر شخص دنیا میں آرام وراحت سے زندگی بسر کرنے کے قابل ہو گا. اسلام احترام انسانیت اور انسانی حقوق کا علم بردار ہے۔ اسلام کا فلسفہ ءانسانی حقوق دیگر مذاہب سے ممتاز ہے۔ حضرت محمدؐ نے انسانی زندگی کے ہر ہر پہلو کے حوالے سے ایسی سنہری تعلیمات عطا کی ہیں جو زندگی میں حسن اور توازن پیدا کرنے کی ضمانت دیتی ہیں۔ اسلام میں انسانی حقوق کی بنیاد توحیدی فکر و سوچ پر استوار ہے۔ اسلام انسانی حقوق کو انسانی عزت و

SHNAKHAT

(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641

Publishers: Nobel Institute for New Generation

http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

کرامت کالازمہ سمجھتا ہے کیونکہ دینی نظریے کے مطابق انسان زمین میں اللہ کا جانشین ہے اور اس لحاظ سے عزت و تکریم کا لائق ہے۔ اسلامی معاشرے میں ہر فرد بلا تفریق مذہب وملت عزت واحترام اور آزادی کا مستحق ہے۔

اسلام نے انسانی حقوق کی عطائیگی میں ہر طرح کے جنسی، نسلی، اور طبقاتی امتیازات کی نفی کی ہے۔قرآن حکیم نے بنی نوع انسان کے مابین مساوات کی اصولی بنیاد بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: "يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا۔ "[1]

ترجمہ: لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا (یعنی اول) اس سے اس کا جوڑا بنایا۔ پھر ان دونوں سے کثرت سے مرد و عورت (پیدا کرکے روئے زمین پر) پھیلا دیئے۔اور خدا سے جس کے نام کو تم اپنی حاجت برآری کا ذریعہ بناتے ہو ڈرو اور (قطع مودت) ارحام سے (بچو) کچھ شک نہیں کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے)۔

اور ہر اس سبب کی بھی نفی کردی جو کسی طور پر بھی انسانی مساوات کی پامالی کا باعث بن سکتی تھی، بلکہ وجہ شرف وفضیلت صرف تقوی کو قرار دیا، ارشاد باری ہے: "يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ"[2]

ترجمہ: "لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے۔تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرو۔اور خدا کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔بے شک خدا سب کچھ جاننے والا اور سب سے خبردار ہے"۔

اسلام نے انسانی حقوق کے باب میں ہر طرح کے امتیازات کی نفی کرتے ہوئے صرف دنیاوی معاملات میں ہی مساوات کے اصول پر مبنی حقوق عطا نہیں کیے، بلکہ نیک اعمال کی بجاآوری پر آخرت کا اجر وثواب بھی اس اصول کے تحت قرار دیا ہے۔ارشاد ربانی ہے: "فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ ۖ"[3]

ترجمہ: "تو ان کے پروردگار نے ان کی دعا قبول کرلی (اور فرمایا) کہ میں کسی عمل کرنے والے کے عمل کو مرد ہو یا عورت ضائع نہیں کرتا"۔

SHNAKHAT
(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

یہ بات صاف واضح ہے کہ اسلام نے حقوق کی عطائیگی، احترام اور نفاذ کو ہر طرح کے جنسی، نسلی، طبقاتی امتیاز سے بالاتر قرار دیا، اور "ولقد کرمنا بنی آدم" کے آفاقی ضابطے کے تحت احترام آدمیت کو ہی اولین بنیاد بنایا ہے جس کی مثال بھی دوسری تہذیب یا قوم کے ہاں نہیں مل سکتی۔ اسلام کی آمد عورت کے لیے غلامی، ذلت اور ظلم واستحصال کے بندھنوں سے آزادی کا پیغام تھی۔ اسلام نے ان تمام قبیح رسوم کا قلع قمع کر دیا جو عورت کے انسانی وقار کے منافی تھیں اور عورت کو وہ حقوق عطا کیے جس سے وہ معاشرے میں اس عزت وتکریم کی مستحق قرار پائی جس کے مستحق مرد ہیں۔

آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے خطبے میں ارشاد فرمایا تھا کہ یاد رکھو:

"ألا، واستوصوا بالنساء خیرا۔۔۔ ان لکم علیٰ نساء حقاً ولھنّ علیکم حقاً"[4]

ترجمہ: سنو، عورتوں کے ساتھ بھلائی کے بارے میں میری وصیت قبول کرو۔۔۔ تمہارے حقوق عورتوں پر ہیں اور عورتوں کے حقوق تم پر ہیں۔ یعنی مرد وعورت، دونوں کی طرف سے حقوق ادا ہوں گے تو بات آگے چلے گی۔

علم الفرائض کی اہمیت

میراث کے علم کو علم الفرائض بھی کہا جاتا ہے، اور اس کا یہ نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ فریضہ سے مراد حتمی اور قطعی چیز ہے۔ چونکہ وراثت کے تمام حصے اللہ تعالیٰ شانہ نے خود قرآن کریم میں مقرر فرما دیے ہیں اس لیے وہ دلیلِ قطعی سے ثابت شدہ حصے ہیں۔ ان حصص کے علم کو اسی بناء پر علم الفرائض کہا جاتا ہے۔[5]

شریعت مطہرہ میں علم میراث کی بہت زیادہ اہمیت ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں وراثت کی تقسیم کے احکامات تفصیل کے ساتھ بیان فرمائے ہیں۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو ترغیب دی کہ وہ وراثت کی تقسیم کا علم حاصل کریں۔ علم الفرائض کی اہمیت کے پیش نظر آپ ﷺ نے بقیہ علوم سے اس کا موازنہ فرماتے ہوئے اس کو تمام علوم کا نصف علوم قرار دیا۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تعلموا الفرائض وعلموھا فانھا نصف العلم۔"[6]

ترجمہ: ''علم فرائض سیکھو اور سکھاؤ کیونکہ یہ نصف علم ہے۔''

آپ ﷺ کے اس قول کی مختلف توجیہات ذکر کی گئی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ انسان کی دو حالتیں ہوتی ہیں: ایک

زندگی کی حالت اور دوسری مرنے کی حالت۔ علم میراث میں زیادہ تر مسائل موت کی حالت کے متعلق ہوتے ہیں جبکہ دیگر علوم میں زندگی کے مسائل سے بحث ہوتی ہے لہذا اس معنیٰ کو سامنے رکھ کر علمِ میراث نصف علم ہوا۔[7]

صحابہ کرام نے اس علم کی طرف خصوصی توجہ کی تھی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے سیکھنے کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

علم تین ہیں، ان کے علاوہ جو بھی ہیں وہ زائد ہیں۔ محکم آیات، قائم سنت اور عدل والا فریضہ۔[8]

بنی اکرم ﷺ نے تین علوم کے علاوہ باقی تمام علوم کو زائد قرار دیا۔

تقسیم میراث کا اصول:

میت کے ترکہ سے درجِ ذیل تین حقوق متعلق ہوتے ہیں:

1. میت کے مال و جائیداد میں سے سب سے پہلے اس کے کفن و دفن کا انتظام کیا جائے۔ اگر میت نے کوئی ترکہ چھوڑا ہی نہ ہو یا اتنا ہو کہ وہ کفن و دفن کے انتظام کے لیے ناکافی ہو تو بیت المال سے اس کے اخراجات لیے جائیں گے۔
2. تجہیز و تکفین کے بعد جو مال بچے گا، اس میں سب سے پہلے قرض کی ادائیگی کی جائے گی اگر میت کے ذمہ قرض ہو اوپر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"نفس المومن معلقة بدينه حتى يقضى عنه۔"[9]

ترجمہ "مومن کی جان قرض کے ساتھ اس وقت تک لٹکی رہتی ہے جب تک اس کو ادا نہیں کر دیا جاتا۔"

یہ حدیث صحیح ہے۔

3. تیسرا حق یہ ہے کہ اگر میت نے کوئی وصیت کی ہو تو تجہیز و تکفین اور قرض کے بعد اگر کچھ بچتا ہے تو میراث کے ایک تہائی حصہ تک اس کی جائز وصیتوں کو نافذ کیا جائے۔ تاہم وصیت کے حوالے سے یہ بات واضح ہے کہ وصیت کے مطابق ادائیگی کل جائیداد کے تیسرے حصے سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے۔ اور اگر وصیت ایک

SHNAKHAT

(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641

Publishers: Nobel Institute for New Generation

http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

تہائی مال سے زائد ہو تہائی سے زائد نافذ نہ ہو گی۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ أَعْطَاكُمْ عِنْدَ وَفَاتِكُمْ ثُلُثَ أَمْوَالِكُمْ زِيَادَةً فِي أَعْمَالِكُمْ۔"[10]

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے تمہارے اَعمال میں اِضافہ کیلئے تمہیں اِس بات کی اِجازت دی ہے کہ تم اپنے اموال کے ایک تہائی کی وصیّت کر سکتے ہو۔" یہ حدیث صحیح ہے۔

نیز یہ امر بھی ملحوظ رہے مورث کی اپنے ورثاء کے حق وصیت کا اعتبار نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنی طرف سے ورثاء کے حقوق کا تعین کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ خطبہ حجۃ الوداع میں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَدْ أَعْطَى لِكُلِّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ، فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ۔"[11]

"بیشک اللہ تعالیٰ نے ہر صاحبِ حق کو اُس کا حق دیدیا ہے لہٰذا کسی وارث کیلئے وصیّت کا اِعتبار نہیں۔" امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح قرار دیا ہے۔

چوتھا حق یہ ہے کہ باقی ساز و سامان اور جائیداد کو شریعت کے مطابق وارثین میں تقسیم کر دیا جائے۔

مذکورہ بالا تین حقوق ادا کرنے کے بعد میت کے ترکہ میں سے جو بھی بچے گا اس کو کتاب و سنت کے مذکور ہدایات کی روشنی میں وارثوں کے درمیان تقسیم کیا جائے گا۔

خواتین کے حقوقِ میراث

فقہاء اسلام نے خواتین کے حقوقِ میراث کو خواتین کی مختلف احوال کو مد نظر رکھتے ہوئے ذکر کیا ہے، میراث کے باب میں خواتین کے احوال درج ذیل ہیں:

- خواتین بحیثیت ذوی الفروض
- خواتین بحیثیت عصبہ بغیرہ
- خواتین بحیثیت عصبہ مع غیرہ

(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

خواتین بحیثیت ذوی الفروض

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں میراث کے باب میں درج ذیل خواتین کے حصص بیان کیے ہیں:

1. بیوی
2. بیٹی، پوتی
3. بہن حقیقی
4. علاتی (پدری) بہن
5. اخیافی بہن
6. ماں
7. دادی، نانی

ذوی الفروض میں تقسیم میراث کی صورتیں

1۔بیوی کے میراث کے حقوق

خاوند کے میراث میں بیوہ کو ملنے والی میراث اس کی حالت پر منحصر ہے۔اور خاوند کے مرنے کے بعد بیوہ کی دو حالتیں ہیں:

I. خاوند کی اولاد ہو۔

II. خاوند کی اولاد نہ ہو۔

اگر مرحوم خاوند کی کوئی صلبی اولاد ہو یا بیٹے کی اولاد ہو، خواہ بیٹا ہو یا بیٹی، پوتا ہو یا پوتا تو بیوہ کو اس کے کل ترکے کا ایک چوتھائی (4/1) ملتا ہے۔اور اگر خاوند کے صلبی اولاد ہو یا بیٹے کی اولاد ہو میں سے کوئی ایک بھی ہو تو بیوہ کو اس کل ترکے کے آٹھویں (8/1) حصہ ملتا ہے۔[12] اگر خاوند کی ایک سے زائد بیویاں ہوں تو بیوہ کا مذکورہ بالا چوتھائی یا آٹھواں (8/1) حصہ ان سب میں برابر برابر تقسیم ہوگا۔[13]

(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّكُمْ وَلَدٌ فَإِن كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُم مِّن بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ"14

ترجمہ: "اور جو (ترکہ) تم چھوڑ جاؤ اس میں ان کے لیے چوتھائی ہے اگر تمھاری اولاد نہ ہو۔ اور اگر تمھاری اولاد ہو انہیں تمھارے ترکہ کا آٹھواں حصہ ملے گا اس وصیت کے بعد جو تم کر گئے ہو اور قرض کی ادائیگی کے بعد۔"

2۔ ماں کے میراث کے حقوق

ماں کے اپنے بیٹے یا بیٹی کی میراث میں حصہ پانے کی درج تین صورتیں ہیں:

صورت اول:

ماں دو حالتوں میں چھٹا حصہ (6/1) لیتی ہے۔

- جب مرنے والے کی اولاد ہو خواہ مذکر ہو یا مونث، جو وراثت کی حقدار ہو یا بیٹے کی اولاد ہو۔
- جب میت کے حقیقی باپ شریک اور ماں شریک بھائی کے دو یا زیادہ بھائی بہنیں ہوں خواہ وہ وارث ہوں یا نہ ہوں۔

صورت دوم:

ماں دو حالتوں میں تہائی (3/1) لیتی ہے۔

- اگر مرنے والا مرد ہو اور اس کی بیوہ بھی زندہ ہو تو بیوہ کا حصہ نکالنے کے بعد بقیہ میراث سے اسے تہائی (3/1) دیا جائے گا۔
- مرنے والی خاتون ہو اور اس کا خاوند بھی زندہ ہو تو ایسی صورت میں میراث میں پہلے خاوند تو شریکِ حیات کا حصہ نکالنے کے بعد جتنا مال بچے گا، ماں کو اس کا تہائی (3/1) دیا جائے گا۔ (15)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِن كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِن لَّمْ يَكُن لَّهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ
فَإِن كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ"[16]

(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

ترجمہ :"اور میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کے لیے اس کے چھوڑے ہوئے مال کا چھٹا حصہ ہے۔اگر اس (میت) کی اولاد ہو،اگر نہ ہو۔اور ماں باپ وارث ہوتے ہوں تو اس کی ماں کے لیے تیسرا حصہ ہے۔ہاں !اگر میت کے کئی بھائی ہوں تو اس کی ماں کا چھٹا حصہ ہے"۔

صورت سوم:

ماں کو کل مال کا ایک تہائی حصہ ملے گا جبکہ مندرجہ بالا دونوں حالتیں نہ ہو۔یعنی نہ تو میت کی اپنی صلبی اولاد۔اور نہ بیٹے کی اولاد ہے اور نہ ہی میت کے بھائی بہن ہیں۔فرمان الٰہی ہے:

"فَإِن لَّمۡ يَكُن لَّهُۥ وَلَدٞ وَوَرِثَهُۥٓ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ ٱلثُّلُثُۚ فَإِن كَانَ لَهُۥٓ إِخۡوَةٞ فَلِأُمِّهِ ٱلسُّدُسُ"[17]

ترجمہ :"پس اگر اولاد نہ ہو،اور ماں باپ وارث ہوتے ہوں تو اس کی ماں کے لیے تیسرا حصہ ہے۔ہاں !اگر میت کے کئی بھائی ہوں تو اس کی ماں کا چھٹا حصہ ہے"۔

3۔جدہ صحیحہ (دادی نانی) کے میراث کے حقوق

جدہ صحیحہ سے مراد وہ عورت ہے جس کی میت کے ساتھ قرابت بواسطہ جد فاسدہ نہ ہو مثلاً: نانی پر نانی یا دادی پر دادی وغیرہ۔[18] اور اگر کسی جدہ کی میت کے ساتھ قرابت جد فاسد کے واسطے سے ہو تو وہ جدہ فاسدہ ہے ایسی صورت میں وہ وارث نہ ہو گی کیونکہ وہ ذوی الاحارم میں شامل ہے۔مثلاً: ماں کے باپ (نانا) کی ماں وغیرہ، نیز عربی میں دادی اور نانی دونوں پر "جَدَّات" کا اطلاق کیا جاتا ہے جو کہ "جَدّۃ" کی جمع ہے۔[19] دادی اور نانی کے لیے چھٹا (6/1) حصہ مقرر کیا گیا ہے۔

جدات میں ترکہ کی تقسیم کا طریقہ:

جدات میں تقسیم ترکہ کی تین صورتیں ذکر کی جاتی ہیں:

صورت اول:

اگر دادی اور نانی دونوں زندہ ہوں تو میت کے ترکہ میں ان کو چھٹا حصہ ملے گا جو ان دونوں کے درمیان برابر برابر تقسیم کیا جائے گا۔البتہ پہلی پشت کی موجودگی میں دوسری پشت کی تمام جدّات محروم رہتی ہیں۔

صورت دوم:

اگر میت کی دادی اور نانی دونوں نہ ہوں تو دوسری پشت کی دونوں قسموں میں چھٹا (6/1) حصہ برابر برابر تقسیم کیا جائے گا۔

صورت سوم:

اگر میت کی ماں موجود ہو تو دادیاں اور نانیاں سب کی سب محروم رہ جاتی ہیں اور اگر میت کی ماں نہ ہو اور باپ موجود ہو تو صرف دادیاں محروم رہتی ہیں اور اگر میت کے ماں باپ نہ ہوں، مگر دادا ہو تو اس صورت میں صرف باپ کی دادی محروم رہے گی۔[20]

4۔بیٹی کے میراث کے حقوق

میراث میں بیٹی کے حصص کی درج ذیل تین صورتیں ہیں:

1. اگر میت کی اولاد میں صرف ایک بیٹی ہو تو وہ کل ترکہ کے نصف (2/1) مال کی وارث ہوتی ہے۔
2. اگر میت کی ایک سے زائد بیٹیاں ہو تو کل ترکہ کا دو تہائی (3/2) ان سب میں برابر تقسیم کیا جائے گا۔
3. اگر بیٹی کے ساتھ میت کی نرنیہ اولاد بھی ہو، خواہ ایک سے زیادہ ہوں تو یہ سب عصبہ ہوں گے، بقیہ ذوی الفروض کو طے شدہ حصے دینے کے بعد جتنا مال بچ جائے گا وہ میت کی اولاد میں اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ ہر بیٹے کو بیٹی سے دوگنا ملے۔ قرآن نے اسے "للذکر مثل حظ الانثیین" سے تعبیر کیا ہے۔[21]

فرمان خداوندی ہے:

"یوصیکُمُ اللّٰہُ فی أَولادِکُم لِلذَّکَرِ مِثلُ حَظِّ الأُنثَیَینِ فَإِن کُنَّ نِساءً فَوقَ اثنَتَینِ فَلَهُنَّ ثُلُثا ما تَرَكَ وَإِن کانَت واحِدَةً فَلَهَا النِّصفُ"

ترجمہ "اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں حکم کرتا ہے کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے اور اگر صرف لڑکیاں ہی ہوں اور دو سے زیادہ ہوں تو انہیں مال متروکہ کا دو تہائی ملے گا۔ اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اس کے لئے آدھا ہے"۔

مذکورہ بالا آیت میں بیٹی کے میراث کی مذکورہ بالا تینوں صورتوں کو ذکر کیا گیا ہے۔

5۔پوتیوں اور پڑپوتیوں کے میراث کے حقوق

SHNAKHAT
(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

پوتی اور پڑپوتی میں تقسیم میراث کی درج ذیل چھ صورتیں ذکر کی جاتی ہیں:

صورت اول:

اگر میت کی ایک سے زیادہ بیٹیاں ہوں اور پوتا کوئی نہ ہو تو اس صورت میں بھی تمام پوتیاں اور پڑپوتیاں محروم رہیں گی۔ نیز اگر میت کی ایک سے زیادہ پوتیاں ہوں اور پڑپوتا کوئی نہ ہو تو اس صورت میں تمام پڑپوتیاں محروم رہیں گی۔

صورت دوم:

میت کے بیٹے کی موجودگی میں تمام پوتیاں اور پڑپوتیاں میراث سے محروم رہتی ہیں اور بیٹے کی عدم موجودگی اور پوتے کی موجودگی میں تمام پڑپوتیاں محروم رہتی ہیں۔

صورت سوم:

اگر پوتا یا پڑپوتا موجود ہو تو ایسی صورت میں پوتیاں اس پوتے یا پڑپوتے کے ساتھ مل کر عصبہ بن جائیں گی، اور للذکر مثل حظ الانثیین کے قانون کے تحت ان میں میراث کی تقسیم ہو گی، نیز اگر پوتے پوتیاں نہ ہوں، مگر پڑپوتا یا اس کا بیٹا (نیچے تک) ہو تو اس کے ساتھ مل کر پڑپوتیاں عصبہ بن جائیں گی۔

صورت چہارم:

اگر میت کی صرف ایک بیٹی ہو، اور بیٹا کوئی موجود نہ ہو تو پوتیوں کو چھٹا حصہ دیا جائے گا۔ اسی طرح اگر میت کے بیٹا بیٹی کوئی نہ ہو، صرف ایک پوتی ہو اور پوتا بھی کوئی نہ ہو تو پڑپوتیوں کو چھٹا حصہ دیا جائے گا۔

صورت پنجم:

اگر میت کے کوئی بیٹا بیٹی نہ ہو اور نہ ہی کوئی پوتا ہو اور صرف ایک پوتی ہو اس کا حکم بیٹی کی حقیقی بیٹی کی طرح ہو گا، یعنی ایک پوتی ہونے کی صورت میں اسے کل میراث میں سے آدھا دیا جائے گا، اسی طرح اگر میت کے نہ کوئی بیٹا بیٹی ہو، نہ ہی کوئی پوتا پوتی اور نہ ہی کوئی پڑپوتا ہو اور صرف ایک پڑپوتی ہو تو اسے آدھا دیا جائے گا۔

(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

صورت ششم:

اگر میت کے کوئی بیٹا بیٹی زندہ نہ ہوں اور نہ ہی کوئی پوتا زندہ موجود ہو اور پوتیاں ایک سے زیادہ ہوں تو دو پوتیاں دو بیٹیوں کی طرح دو تہائی کی مستحق ہیں۔ وہ دو سگی بہنیں ہوں (یا سوتیلی بہنیں) یا ایک درجے کی دو چچازاد بہنیں تو کل ترکے کا دو تہائی حصہ ان میں برابر برابر تقسیم کیا جائے گا، اسی طرح اگر میت کے نہ کوئی بیٹا بیٹی ہو، نہ ہی کوئی پوتا پوتی اور نہ ہی کوئی پڑپوتا ہو اور پڑپوتیاں ایک سے زیادہ ہوں تو ترکے کا دو تہائی ان میں برابر برابر تقسیم کیا جائے گا۔[22]

6۔ عینی (سگی) بہنوں کے حقوقِ میراث

حقیقی بہنوں کے وراثت میں درج ذیل حصص ہیں:

- نصف
- ثلثان
- عصبہ
- محروم

سورت نساء کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے عینی اور علاتی (باپ شریک) بہنوں کا حصہ وضاحت سے یوں بیان فرمایا ہے:

"يَستَفتونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفتيكُم فِي الكَلالَةِ إِنِ امرُؤٌا هَلَكَ لَيسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُختٌ فَلَها نِصفُ ما تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُها إِن لَم يَكُن لَها وَلَدٌ فَإِن كانَتَا اثنَتَينِ فَلَهُمَا الثُّلُثانِ مِمّا تَرَكَ وَإِن كانوا إِخوَةً رِجالًا وَنِساءً فَلِلذَّكَرِ مِثلُ حَظِّ الأُنثَيَينِ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُم أَن تَضِلّوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيءٍ عَليمٌ"[23]

ترجمہ: "آپ سے فتویٰ پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیجیئے کہ اللہ تعالیٰ (خود) تمہیں کلالہ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے۔ اگر کوئی شخص مر جائے جس کی اولاد نہ ہو اور ایک بہن ہو تو اس کے لئے چھوڑے ہوئے مال کا آدھا حصہ ہے اور وہ بھائی اس بہن کا وارث ہوگا اگر اس کے اولاد نہ ہو۔ پس اگر بہنیں دو ہوں تو انہیں کل چھوڑے ہوئے کا دو تہائی ملے گا۔ اور اگر کئی شخص اس ناطے کے ہیں مرد بھی اور عورتیں بھی تو مرد کے لئے حصہ ہے مثل دو عورتوں کے، اللہ تعالیٰ تمہارے لئے بیان فرما رہا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ تم بھٹک جاؤ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے"۔

(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

آیت مذکورہ کے مطابق حقیقی بہنوں میں میراث کے حق دار ہونے اوران میں تقسیم میراث کی درج ذیل صورتیں ہیں:

حقیقی بہنوں کی پانچ صورتیں ہیں:

صورت اول:

اگر میت کا بیٹا یا پوتا (نیچے تک) یا باپ یا دادا (اوپر تک) ہو تو ایسی صورت میں میت کے بھائی بہن سب کے سب محروم رہتے ہیں، انھیں کچھ نہیں ملتا۔ اور اگر میت کے اصول وفروع موجود نہ ہوں تو اس کی درج ذیل صورتیں بنیں گی۔

صورت دوم:

جس صورت میں میت کا کوئی حقیقی بھائی نہ ہو اور بیٹیاں یا پوتیاں ہوں تو تمام ذوی الفروض کو ان کے حصے دینے کے بعد میت کے ترکہ میں جو باقی بچے گا وہ حقیقی بہنوں کے حصے میں آئے گا۔ یعنی اس صورت میں یہ عصبہ شمار ہوں ہوں گی۔

صورت سوم:

اگر میت کا حقیقی بھائی بھی ہو تو حقیقی بہنیں اس کے ساتھ مل کر عصبہ بن جائیں گی اور دیگر ذوی الفروض کو ان کے حصے دینے کے بعد بقیہ تمام ترکہ میت کے حقیقی بھائی بہنوں میں "للذکر مثل حظ الانثیین" کے تحت تقسیم کیا جائے گا۔

"وَإِن كَانُوا إِخْوَةً رِّجَالًا وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ"[24]

"اور اگر کئی بھائی بہن، یعنی مرد بھی اور عورتیں بھی ہوں تو مرد کے لیے دو عورتوں کے مثل حصہ ہے۔

صورت چہارم:

اگر میت کے بھائی بہنوں میں سے صرف ایک حقیقی بہن ہو تو اسے ترکے کا نصف ملے گا۔

ارشاد الٰہی ہے:

"إِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا إِن لَّمْ يَكُن لَّهَا وَلَدٌ فَإِن كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ"[25]

"اگر کوئی شخص مر جائے جس کی اولاد نہ ہو اور ایک بہن ہو تو اس کے لئے چھوڑے ہوئے مال کا آدھا حصہ ہے اور وہ بھائی اس بہن کا وارث ہوگا اگر اس کے اولاد نہ ہو۔ پس اگر بہنیں دو ہوں تو انہیں کل چھوڑے ہوئے کا دو تہائی ملے گا.

(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

صورت پنجم:

اگر ایک سے زیادہ حقیقی بہنیں ہوں توان میں دو تہائی برابر برابر تقسیم کیا جائے گا۔[26]

"فَإِن كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ"[27]

"پس اگر بہنیں دو ہوں تو انہیں کل چھوڑے ہوئے کا دو تہائی ملے گا"

7۔علاتی (باپ شریک) بہنوں کے میراث کے حقوق

علاتی بہنوں کی وراثت میں درج ذیل حصص ہیں:

- نصف
- ثلثان
- سدس
- عصبہ
- محروم

علاتی بہنوں کی درج ذیل سات صورتیں ہیں:

صورت اول:

اگر میت کے بھائی بہنوں میں سے صرف ایک علاتی بہن ہو تو اسے میت کے کل ترکہ کا نصف جائے گا۔

صورت دوم:

علاتی بہنیں دو یا دو سے زیادہ ہوں اور ان کے ساتھ میت کا کوئی حقیقی بھائی بہن نہ ہو تو ایسی صورت میں علاتی بہنوں کا مجموعی حصہ دو تہائی ہوگا، کیونکہ آیت کلالہ کے مفہوم عام میں وہ بھی بالا جماع شامل ہیں، چنانچہ فرمان الٰہی ہے:

"إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا إِن لَّمْ يَكُن لَّهَا وَلَدٌ فَإِن كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ"[28]

(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

ترجمہ: "اگر کوئی شخص مر جائے جس کی اولاد نہ ہو اور ایک بہن ہو تو اس کے لئے چھوڑے ہوئے مال کا آدھا حصہ ہے اور وہ بھائی اس بہن کا وارث ہوگا اگر اس کے اولاد نہ ہو۔ پس اگر بہنیں دو ہوں تو انہیں کل چھوڑے ہوئے کا دو تہائی ملے گا"

صورت سوم:

اگر علاتی بہن کے ساتھ میت کی ایک حقیقی بہن بھی زندہ موجود ہو تو ایسی صورت میں باپ شریک بہنوں کو ترکے کا سدس یعنی چھٹا حصہ ملتا ہے۔

صورت چہارم:

اگر علاتی بہنوں کے ساتھ میت کی ایک سے زیادہ حقیقی بہنیں موجود ہوں تو ایسی صورت میں علاتی بہنیں محروم ہو جائیں گی۔

صورت پنجم:

اگر میت کی حقیقی بہنوں کی موجودگی میں باپ شریک بہنوں کے ساتھ کوئی باپ شریک بھائی بھی ہو تو یہ باپ شریک بھائی بہن عصبہ بن جائیں گے، اور "للذکر مثل الحظ الانثیین" کے قانون کے تحت ان میں میراث تقسیم ہو گی۔

صورت ششم:

اگر میت کے حقیقی بھائی بہنوں میں سے کوئی موجود نہ ہو، البتہ میت کی بیٹیوں یا پوتیوں میں سے ایک یا زیادہ ہوں تو اس ایسی حالت میں علاتی بہنیں عصبہ بن جائیں گی اور ذوی الفروض کو ان کے حصے دینے کے بعد جو ترکہ باقی بچے گا وہ ان میں تقسیم ہو گا۔

صورت ہفتم:

اگر میت کے اصول و فروع یعنی بیٹا یا پوتا (نیچے تک) یا باپ یا دادا (اوپر تک) یا حقیقی بھائی موجود ہو تو باپ شریک بہنیں محروم رہتی ہیں، اور انہیں میراث سے کچھ حصہ نہیں ملے گا۔[29]

SHNAKHAT

(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641

Publishers: Nobel Institute for New Generation

http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

8۔اخیافی(ماں شریک)بہنوں کے میراث کے حقوق

اخیافی بہن اور بھائی کے میراث میں ایک جیسا حصہ ہے اسی وجہ سے فقہاء کرام نے ان کے حصص کو اکٹھا ذکر کیا ہے۔اخیافی بہن اور بھائی کے درج ذیل حصص ہیں:

- ثلث(تہائی)
- سدس(چھٹا)
- محروم

اخیافی بہن بھائی کی تین صورتیں ہیں:

صورت اول:

اگر میت کے اصول وفروع یعنی بیٹا یا بیٹی یا پوتا یا پوتی (نیچے تک) یا باپ یا دادا(اوپر تک) میں سے کوئی ایک بھی زندہ موجود ہو تو ایسی صورت میں اخیافی بھائی بہن سب محروم رہتے ہیں۔[30]

صورت دوم:

اگر میت کے اصول وفروع میں سے کوئی زندہ نہ ہو اور اخیافی بھائی بہنوں میں سے کوئی ایک ہو تو اسے میت کے کل ترکے کا چھٹا حصہ ملتا ہے۔

صورت سوم:

اگر میت کے اصول وفروع میں سے کوئی نہ ہو اور اخیافی بہن بھائی ایک سے زائدہ ہوں تو ایسی صورت میں ان کو میت کے ترکے کا ایک تہائی حصہ ان سب کے درمیان (خواہ مذکر ہوں یا مؤنث) برابر برابر تقسیم ہوگا۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِن كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَٰلَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُۥٓ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَٰحِدٍ مِّنْهُمَا ٱلسُّدُسُ فَإِن كَانُوٓا۟ أَكْثَرَ مِن ذَٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِى ٱلثُّلُثِ"[31]

ترجمہ: "اور جن کی میراث لی جاتی ہے وہ مرد یا عورت کلالہ ہو(اس کا باپ بیٹا نہ ہو)اور اس کا ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو ان دونوں میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے اور اس سے زیادہ ہوں تو ایک تہائی میں سب شریک ہیں"۔

(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

خلاصہ:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جن افراد کے وراثت کے حصوں کا ذکر کیا ہے اور ان میں سے آٹھ خواتین ہیں ،اس سے اس بات کی اہمیت واضح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خواتین کے وراثت میں حصے کی اہمیت پر کتنا زور دیا ہے۔تاہم بدقسمتی سے اس علاقہ کے رواج نے عورتوں میں زمین کی تقسیم کی حوصلہ شکنی کرکے انہیں ان کے لازمی حق سے محروم کرنے کی کوشش کی ہے۔اس محرومی کی وجہ خواتین کو معاشی اور معاشرتی طور پر مختلف مسائل کا سامنا ہے۔لہذا علاقے میں جاری ان رسوم کا خاتمہ، خواتین کو حقِ ملکیت اور وراثت کے حقوق بحال کرنا، سوسائٹی اور ریاست دونوں کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔

مصادرومراجع:

---

[1] النساء: 1:4
[2] الحجرات:13:49
[3] آل عمران:195:3
[4] أبو عيسى، محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاک،الترمذي، سنن الترمذي ، ناشر:شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي–مصر، طبع دوم،1395ھ–1975م،ج3،ص459
[5] ملا علی قاری،مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح،ج:5،ص:2021۔
[6] ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، حدیث:2719۔
[7] عسقلانی،احمد ابن حجر، فتح الباری،دار السلام،ریاض، طبع اول،2000ءج:12، ص:8
[8] ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، حدیث:7، سنن ابی داؤد، حدیث:2885
[9] ابن ماجة، أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، سنن ابن ماجہ المحقق: شعيب الأرنؤوط - عادل مرشد - محمَّد كامل قره بللي - عَبد اللّطيف حرز الله، الناشر: دار الرسالة العالمية، الطبعة: الأولى، 1430ھ–2009م، ج3، ص489
[10] طبراني، معجم الكبير طبرانی،129:4
[11] ترمذی، سنن الترمذی، ج1، ص125
12 سجاوندی، السراجی فی المیراث، فصل في النساء، ص:7
13:ایضا:8

(Online) ISSN 2709-7633 (Print) |ISSN 2709-7641
Publishers: Nobel Institute for New Generation
http://shnakhat.com/index.php/shnakhat/index

[14] النساء:12:4

15سجاوندی،السراجی فی المیراث:ص:11

[16] النساء:11:4

[17] النساء:11:4

[18] سجاوندی،السراجی فی المیراث:ص:14

19ابن منظور،لسان العرب،فصل في الجيم،ج:3،ص:107

20سجاوندی،السراجی فی المیراث:ص:12-13

(21):سجاوندی،السراجی فی المیراث،فصل في النساء،ص:8

[22] سجاوندی،السراجی فی المیراث،ص9

[23] النساء:176:4

[24] النساء:176:4

[25] مرجع سابق

26سجاوندی،السراجی فی المیراث،ص:10

[27] النساء:176:4

[28] النساء:176:4

[29] سجاوندی،السراجی فی المیراث،ص:12

30سورۃالنسٰاء،12:4۔وسراجی،ص:7

[31] النساء:12:4